تقریر

تقریر بابت تربیتِ اولاد
وقت 5-7 منٹ

اِنَّ اَوۡلَادَکُمۡ مِنۡ کَسۡبِکُمۡ

(تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ ۪ فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ ۫ وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ مُّلٰقُوۡہُ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (البقرہ:122)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس اپنی کھیتیوں کے پاس جیسے چاہو آؤ اور اپنے نفوس کے لئے (کچھ) آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملنے والے ہو اور مومنوں کو (اس امر کی) بشارت دے دے۔

مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین)

معزز سامعین! ''تربیت اولاد'' پر اُس کی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن کریم میں مختلف انداز میں توجہ دلائی گئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ''تربیت اولاد'' پر ہدایات دی ہیں۔ آج مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت اولاد کے حوالہ سے الفاظ اِنَّ اَوۡلَادَکُمۡ مِنۡ کَسۡبِکُمۡ پر گفتگو کرنی ہے۔ اِس کا ترجمہ یہ ہے کہ **تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے**۔ اِس پر کچھ کہنے سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل فرمان جاننا ضروری ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَطۡیَبُ مَا اَکَلۡتُمۡ مِنۡ کَسۡبِکُمۡ وَاِنَّ اَوۡلَادَکُمۡ مِنۡ کَسۡبِکُمۡ (ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء اَنَّ الوالد یا خذ من مال وَلَدِہٖ حدیث 1358) کہ سب سے پاکیزہ چیز جس کو تم کھاتے ہو تمہاری اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے۔

ایک اَور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

وَلَدُ الرَّجُلِ مِنۡ کَسۡبِہٖ مِنۡ أَطۡیَبِ کَسۡبِہٖ فَکُلُوا مِنۡ أَمۡوَالِہِم

(سنن ابی داؤد کتاب الإجارۃ حدیث:3529)

یعنی آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے **بلکہ بہترین کمائی ہے**، تو ان کے مال میں سے کھاؤ۔

اِن احادیث سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ نیک اولاد والدین کی محنت، اُن کی تربیت اور اُن کی دعاؤں کا نتیجہ ہوتی ہے اور والدین اور اولاد کا صرف ایک رشتہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اِسی وجہ سے اولاد کو بہترین کمائی قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح اسلام اولاد کو بلاشبہ ایک عظیم نعمت اور فطری آرزو قرار دیتا ہے اور ساتھ ہی اولاد کی حفاظت اور تربیت کا حکم دیتا ہے۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ تربیت اولاد کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آ رہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کر لے۔“

(خطبہ جمعہ 14/جولائی 2017ء)

پیارے بھائیو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس فرمان میں نہایت ہی حسین انداز میں کمائی اور آمدنی سے اولاد کی مثال دے کر دراصل سمجھایا کہ جس طرح انسان محنت اور مزدوری سے اپنا روزگار مہیا کرتا ہے، انکم پیدا کرتا ہے پھر احتیاط اور منصوبہ کے ساتھ اُس کو استعمال میں لاتا، اپنا اور اپنے بچوں، اپنے ماتحت فیملی کے لوگوں کا نہ صرف پیٹ پالتا ہے بلکہ گھر بار چلاتا ہے۔ اپنے بچوں کو خوبصورت بنانے اور رکھنے کے لیے اُن کے لیے کپڑے جوتے اور دیگر لوازمات خریدتا، اُن کی اچھی تعلیم کے لیے رقم خرچ کرتا ہے۔ اپنی اِسی آمدنی سے اپنی بیوی بچوں کی صحت کے لیے پھل وغیرہ بھی خریدتا ہے۔ پھر اسی آمدنی سے کچھ رقم سیو کر کے رہائش کے لیے مکان بناتا اور روشن مستقبل کے لیے بینک بیلنس بھی بناتا ہے۔ اسی طرح مرد یا عورت شادی کے بعد جو اولاد حاصل کرتے ہیں وہ بھی اُن کی کسب، آمدنی اور کمائی ہے۔ اُس کے حصول اور پھر اُس کے استعمال کے بھی وہی اصول اپنانے چاہییں جو روز مرّہ یا ماہانہ آمدنی کے ہیں۔ اسلام نے اُس کے اصول بھی وضع فرمائے ہیں۔ جس طرح عام آمدنی کے حصول کے لیے ایک مؤمن حلال جاب کی تلاش میں کوشش کرتا ہے، تاجر حضرات بہتر سے بہتر مال کی تلاش میں بہت دُور دُور تک روابط کر کے اچھا مال خریدتے ہیں، کسان کو دیکھیں تو وہ اچھے بیج کی تلاش میں کوشاں رہتا ہے۔ اِسی طرح اولاد بطور آمدنی اور کسب کے حصول کے لیے اسلام نے یہ تعلیم دی کہ مرد، شادی کے لیے عورت اور عورت، شادی کے لیے مرد کی تلاش میں ایک دوسرے کا نہ مال دیکھیں نہ حُسن دیکھیں اور نہ ایک دوسرے کی جاہ و حشمت دیکھیں بلکہ ایک دوسرے کا تقویٰ اور نیکی دیکھیں۔ جب مرد، عورت کی نیکی اور عورت، مرد کے تقویٰ کو مدِّ نظر رکھ کر شادی کے بندھن میں بندھیں گے، اگر ایک کمائی کے حصول کے لیے بنیاد تقویٰ اور نیکی پر ہوگی تو خود سوچیں کہ وہ کمائی اولاد کی صورت میں کیسی نیک صالح اور پرہیز گار ہوگی۔ اِسی پر بس نہیں شادی کے بندھن میں بندھتے وقت خطبہ نکاح میں پڑھی جانے والی چار آیات میں پانچ دفعہ تقویٰ اور پرہیز گاری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی خوبصورت باغ جس میں مختلف قسم کے پھل اور پھول ہیں کے باہر ایک گیٹ لگا ہو اور جس میں داخلے کے لیے ایک ٹکٹ کی صورت میں ایک ”پاس“ کی ضرورت ہے۔ نکاح دراصل اس باغ کے اندر پھولوں کے حصول کے لیے ”پاس“ کی حیثیت رکھتا ہے۔ شادی کے بعد میاں بیوی کے جماع کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبۡنَا الشَّیۡطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیۡطَانَ مَا رَزَقۡتَنَا یعنی اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں)۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دُور رکھ اور جو رزق (یعنی اولاد) تُو ہمیں عطا کرے، اُسے بھی شیطان سے دُور رکھ، سکھلا کر حاصل ہونے والی کمائی کو مزید پاک اور صاف بنایا ہے۔ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی صورت میں حاصل ہونے والی کمائی کو دنیا میں حاصل ہونے والی عام کمائی سے مشابہت دی ہے اور ہم جیسا اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دنیا کی کمائی کے لیے حلال کی تلاش میں انسان رہتا ہے اور جاب کے حصول کے بعد بھی حلال کمائی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تجارت میں بھی اسی اصول کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک تاجر کے گندم کے ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا کہ اس نے گیلی گندم خشک گندم کے اندر چھپا رکھی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنۡ غَشَّ فَلَیۡسَ مِنَّا کہ جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جس طرح کمائی کے حلال طریق اختیار کرنے کی تلقین کی ہے بعینہٖ اولاد جیسی کمائی کے لیے حلال طریق اپنانے کی سخت تلقین ملتی ہے۔ ہم اسلامی اصطلاح میں اسے ”زنا“ کہہ سکتے ہیں جس کی سخت ممانعت قرآن اور احادیث میں ملتی ہے۔

سامعین! مَیں اپنی تقریر کے عنوان میں بیان دلچسپ اور ایمان افروز مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل دنیاوی اور روحانی کمائیوں میں تقابلی موازنہ کرتے ہوئے یہ بیان کر دوں کہ ایک تنخواہ دار کی کمائی کے حوالہ سے تفصیل سے مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں لیکن ایک تاجر اور کسان کی کمائی، اس کی حفاظت، اس کی بڑھوتری کے متعلق اس لیے بھی بیان کرنا ضروری ہے تا انسان کی اولاد بحیثیت کمائی کے موازنہ میں آسانی ہو سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تاجر اپنے جمع شدہ مال اور تجارت میں لگی اشیاء کی حفاظت کے لیے تگ ودَو کرتا ہے اور اپنی جمع شدہ پونجی اور کمائی سے اپنی تجارت کے پھیلاؤ کے لیے وہ پلاننگ کرتا ہے۔ کسان کو اگر لیں تو وہ اچھی فصل کے حصول کے لیے عمدہ اور معیاری بیج کے حصول کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں لیکن جس طرح کسان اپنی فصل کو جو اس کی کمائی ہے سنبھالتا ہے، کیڑے مکوڑوں اور موسم کی سختیوں سے محفوظ رکھتا ہے، اپنی ضروریات سے بچ جانے والے اناج کو بازار میں باحفاظت لے جا کر فروخت کر کے جو کمائی حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے روشن مستقبل کے لیے محفوظ رکھتا ہے۔

اگر اِن تمام مراحل کو اولاد کے حصول، اُس کی نشوونما، دیکھ بھال، پرورش اور تعلیم دلانے، اُسے ایک مفید وجود بنانے تک کے ساتھ نسبت کر کے جوڑا جائے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دو اور دو چار کی طرح پورا ہوتا ہم دیکھتے ہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا آغاز تو میاں بیوی کے جماع کے وقت کی گئی دعا سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیوی کو کھیتی قرار دے کر اُس کو کسان کی فصل سے تشبیہ دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس زیر بحث فرمان کو قرآن کریم میں بیان اس مثال سے ملا کر دیکھیں تو مضمون خوب کُھل جاتا ہے۔ اوپر ہم سن آئے ہیں کہ کسان کس طرح اپنی کمائی کو محفوظ کرتا اور اپنے روشن مستقبل کے لیے کام میں لاتا ہے۔ اِسی طرح والدین عورت کی کھیتی سے پیدا ہونے والی فصل یعنی اولاد کو مادّی اور روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ مادّی بیماریاں اور کیڑے مکوڑوں کے حملوں سے فصل کو محفوظ کر کے جہاں کسان ادویات کا چھڑکاؤ کرتا ہے وہاں بچوں پر حملہ کرنے والی بیماریوں کا علاج معالجہ ڈاکٹرز، حکماء سے کروایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ پودے اور درخت اپنی جڑوں کے ذریعے غذا زمین سے حاصل کرتے ہیں۔ زمین میں پائی جانے والی طاقت اور طاقتور اشیاء اور منرل سے غذائیت اور توانائی حاصل کرتے ہیں۔ جو پودے یا درخت کے پتّوں، پھولوں، پھلوں اور ٹہنیوں میں رس بس کر انسان اور جانوروں کے استعمال سے طاقت کا موجب ہوتے ہیں بعینہٖ اولاد روحانی معنوں میں دعاؤں اور تعلیم و تربیت کی صورت میں اپنے والدین کی روٹس سے طاقت لیتے ہیں اور اپنے آپ کو مضبوط کرتے ہیں۔ والدین کو بھی اپنی اس کمائی کی جہاں بھرپور حفاظت کرنے کی ضرورت ہے وہاں اُن کو مفید اور لائق وجود بنانے کے لیے مقوّی غذائیں بھی دی جائیں۔ کسان اپنی فصل کی ایسے رنگ میں حفاظت کرتا ہے کہ چوہے وغیرہ نقصان نہ پہنچائیں۔ سردی گرمی اور بارش سے محفوظ رکھتا ہے۔ بعینہٖ والدین کو اپنی اس کمائی کو زمانے کی سختیوں، موسم کی تلخیوں نیز ماحول میں بسنے والے لوگوں کے غلط عزائم سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ انہیں اللہ والے بنائیں۔ اُن کے دلوں میں سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزین کریں۔ اُنہیں قرآن جیسی عظیم الشان نعمت سے آراستہ کریں۔ اُنہیں اسلامی تعلیمات سے متمتّع کریں۔ پھر اپنے بچوں کو دعاؤں کی اہمیت بتائیں اور یہ بتا کر اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والا بنائیں۔ یہی ہماری نسلوں کی شیطان کے حملوں سے بچنے کی ضمانت ہے۔ نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور نماز پڑھنے کا صحیح طریق سکھانا یہ ماں باپ کا اوّلین فرض ہے۔ کس طرح کھڑے ہونا ہے، کس طرح نماز میں بیٹھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بچوں کی انتہائی بچپن میں تربیت کیا کرتے تھے۔ بچپن سے ہی اُن کی تربیت کریں۔ انہیں اسلام احمدیت سے کماحقہٗ متعارف کریں۔ خلافت کی محبت اور خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق پیدا کروائیں۔ انسانیت سکھلائیں، انسانوں سے پیار اور شفقت اور محبت سے پیش آنا سکھلائیں۔ گھر میں چھوٹوں سے پیار اور بڑوں کے ادب کے اسلوب بتائیں۔ بچے جوان ہو جائیں تو جلد ان اصولوں کو اپنا کر اُن کی شادیاں کریں جو ہم اوپر سیکھ آئے ہیں تاکہ یہ کمائی بینک بیلنس کی صورت میں بڑھتی رہے۔ نیز بیوی کو خاوند اور خاوند کو بیوی کے حقوق و فرائض کا علم ہو۔ کہتے ہیں کہ بچے اور بچیوں کی شادیاں چھوٹی عمر میں جلد کر دینی چاہیے تاکہ اُن کے بچے جلد خاندان کا سرمایہ بن سکیں اور کمائی میں اضافہ ہو اور بچے اپنے والدین کے لیے جلد سہارا بن سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ، الْوَدُوْدَ یعنی زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی خاتون سے شادی کریں۔ بہت سے ماں باپ ایسے ہیں جن کو بچوں کی دینی تربیت کی فکر نہیں ہوتی یا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انہوں نے ادا کرنی ہے۔ اگر یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو بچے دنیا کی رَو میں بہ کر دین سے دُور ہٹ جائیں گے بلکہ خدا سے بھی دُور ہو جائیں گے اور پھر یہ کمائی ہمارے کسی کام نہ آئے گی۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تاکہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدّ نظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیّت سے سب ہمّ و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 599-600)

الغرض اولاد کی صورت میں جو کمائی ہے یہی اصل کمائی اور یہی اصل سرمایہ ہے جو والدین اور خاندان کے لیے نیک نامی کا موجب ہوتا ہے۔ اِس لیے ہم خاندان کے بزرگوں کو اس سرمایہ کی طرف ان تمام اصولوں کو بروئے کار لانا چاہیے جو قرآن اور احادیث میں بیان ہوئے ہیں جس کی تشریح و تفسیر آج کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 80 سے زائد اپنی تحریرات اور 10 ملفوظات میں بیان فرمائی ہیں۔ پھر خلفاء ہمیں نصائح کرتے آئے ہیں۔ آج کل ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بہت درد کے ساتھ اِس سرمایہ کو سنبھالنے اور پروان چڑھانے کے لیے خطابات، خطبات، ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعے کر رہے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات با قاعدگی سے سنتے رہنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اُس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہیے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت:57) اب اگر انسان خود مؤمن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشا کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے **وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔** خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دین دار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرماں بردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہو گا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ مَیں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنادے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور آدمی ہو۔ اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 309-310)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نکاح اور شادی انسانی نسل کے بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنایا ہے، جس میں دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے، دو افراد کا ملاپ ہوتا ہے اور اسلام نے اس کو بڑا مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم شادیاں نہیں کریں گے۔ تجرّد کی زندگی گزاریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری سنت پہ عمل نہیں کرتا وہ مجھ میں سے نہیں ہو گا۔ مَیں تو شادی بھی کرتا ہوں، کاروبار بھی ہے، بچے بھی ہیں۔ کاروبار سے مراد ہے کہ زندگی کی مصروفیات بھی ہیں، ذمہ داریاں بھی ہیں۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”نکاح جو ایک بنیادی حکم ہے یہ صرف معاشرہ اور نسل کو چلانے کے لئے نہیں بلکہ بہت ساری بُرائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور ایک نیک نسل چلانے کے لئے ہے۔ پس نئے جوڑوں کو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شادیاں جو کسی مذہب کو ماننے والوں میں اور خاص طور پر اسلام کو ماننے والوں میں ہوتی ہیں، ایک مسلمان کے گھر میں جو شادی ہے یہ صرف دنیاوی سکون کی خاطر نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کی جائے، اس پر عمل کیا جائے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے نیک نسل پیدا ہونے کا آغاز کیا جائے“

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8/ جون 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)